ہو اور اگر اولاد میں تقسیم کی جائے تو عدل کی بنیاد پر ہو، کسی کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جائے۔ اس میں ۱/۳ کی قید نہیں ہے۔ یہ قید وصیت میں ہے کہ ایک فرد اپنے ترکہ میں حد سے حد ایک تہائی وصیت کرسکتا ہے کہ کسی عزیز کو یا کسی نیک کام میں اسے دیا جائے۔ دو تہائی کی تقسیم بہرحال اسلام کے قانونِ وراثت کے مطابق کی جائے گی۔ ایک خاتون اپنی ملکیت میں سے جتنا چاہے اللہ کی راہ میں خرچ کرسکتی ہے۔ آخر حضرت زینبؓ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کے ہاتھ لمبے تھے، یعنی وہ اُمہات المومنین میں انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں میں بڑھ کر تھیں۔ ایک امیر خاتون اپنی زندگی میں اپنی ملکیت میں سے اپنے شوہر یا اولاد یا والدین یا اقربا میں سے جسے چاہتی ہو بلاقید دے سکتی ہے اور ایسے ہی اپنی ملکیت میں سے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے کسی اجازت کی محتاج نہیں ہے۔ (ا - ا)

''سورہ'' کی رسم کی شرعی حیثیت

س : ہمارے ہاں ایک رواج ''سورہ'' معروف ہے جس میں کسی قاتل یا زیادتی کرنے والے شخص کی بیٹی یا بہن کو بطورِ جرمانہ مقتول پارٹی کے کسی فرد کے نکاح میں دے دیا جاتا ہے۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

ج : آپ نے پشتونوں کے جس رواج کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی بھی جرم کے ارتکاب کے نتیجے میں مجرم کو مالی تاوان کے علاوہ بعض اوقات اپنے گھرانے کی ایک یا زیادہ لڑکیاں بھی بطور تاوان دوسرے فریق کو نکاح میں دینا پڑتی ہیں اور اس کو مقامی اصطلاح میں ''سورہ'' کہا جاتا ہے۔ یہ رسم اگرچہ مقامی قبائلی لوگوں نے اس لیے قائم کی کہ اس طرح دو خاندانوں کی باہمی رقابت اور دشمنی کو رشتے کے ذریعے سے دوستی میں بدل دیا جائے، اور خونی رشتہ قائم ہوجانے کے بعد وہ ایک دوسرے سے مل کر شیروشکر ہوجائیں۔ لیکن اس میں ایک پہلو جو انسانی تحقیر کا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ ایک مجرم کے جرم کی سزا اس کی بہن یا بیٹی کو اس طرح دی جاتی ہے کہ وہ چاہے یا نہ چاہے لیکن اس لڑکی کو تاوان کے طور پر دوسرے فریق کے نکاح میں دے

دیا جاتا ہے' اور بالعموم وہ لڑکی ایک مدت تک بلکہ بعض اوقات تاحیات ایک زرخرید لونڈی سے بھی زیادہ حقیر دیکھی اور سمجھی جاتی ہے۔ بسا اوقات اولاد پیدا ہو جانے کے بعد یہ داغ ڈھل بھی جاتا ہے اور وہ ایک ماں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

شریعت اسلامی نے ہمیں ایک ضابطہ اور اصول دیا ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط (فاطر ۱۸:۳۵)' یعنی کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ گویا باپ بیٹے کے کیے کا ذمہ دار نہیں اور اسی طرح بہن بھائی کے کسی فعل کی سزا نہیں پائے گی۔ سورہ کی رسم اس قاعدے کی صریحاً خلاف ورزی ہے جس میں ایک بیٹی یا بہن اپنے باپ یا بھائی کے جرم کی پاداش میں بیاہی جاتی ہے اور اس طرح اس کے تمام ارمانوں اور حسرتوں کا خون کر دیا جاتا ہے۔ وہ خوشی خوشی بیاہی جانے کے بجائے روتی پیٹتی اور سر میں خاک ڈالتی دوسرے گھر تاوانِ جنگ کی حیثیت سے منتقل ہو جاتی ہے' جب کہ شریعت کی زبان میں کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ○ (المدثر ۷۴:۳۸)' یعنی ہر آدمی اپنے کیے کو بھگتتا ہے نہ کہ دوسرے کے کیے کو۔

دوسری بات یہ کہ کسی بھی لڑکی کو شادی کے سلسلے میں اپنے باپ یا بھائی کے فیصلے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سرپرست اور ولی کی مرضی کے ساتھ ساتھ لڑکی کی اپنی مرضی بھی بڑی اہم ہے۔ لیکن اس رسم میں لڑکی کی رائے لینے کا دُور دُور تک کوئی امکان نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو مجبور پا کر انکار کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

لہٰذا شریعت نے ایک لڑکی کو جس عزتِ نفس سے نوازا ہے اور اس کو جو احترام دیا ہے' اس کو ''سورہ'' کی صورت میں داغ دار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے ''سورہ'' کی رسم شریعت کی نظر میں ایک انتہائی بھیانک' مکروہ اور ناپسندیدہ رسم ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے' اور مسلم معاشرے سے اس ناسور کو ختم کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ بے شک اللہ اور اس کا رسولؐ اور آپؐ کا لایا ہوا دین اسلام اس ظلم سے بری الذمہ ہیں۔

(مصباح الرحمٰن یوسفی' ماہنامہ دعوۃ فروری ۲۰۰۳ء ص ۴۶' ۴۷)